ان کے خدام کی حیثیت سے ان کی امداد کے لئے قطار اندر قطار فرش زمین پر اُترتے ہیں۔ وہ تمام متفرق اور مختلف انسانی طبقوں کو باہم جوڑ کر ایک عام انسانی تمدنی سطح پر لاتے ہیں۔ وہ ایک روحانی برادری پیدا کر کے آدم کے اُن بیٹوں کے جن کو دولت وعزت اسوسائٹی اور مجلس تمدنی اور معاشی، سیاسی اور معاشرتی، جغرافیائی اور نسلی تقسیم نے پارہ پارہ کر رکھا ہوتا ہے۔ سب مصنوعی امتیازات مٹا کر باہم تسبیح کے دانوں کی طرح ایک لڑی میں پرو دیتے ہیں اور اس پوری روئے زمین کو ایک ملک، تمام اقوام عالم کو اولاد آدم اور بلاتفریق تمام انسانی طبقوں کو ایک طبقہ قرار دیتے ہیں۔ وہ ان کے قلوب سے بغض و کینہ کی ظلمت کو نکال کر محبت و آشتی کی شمع روشن کر دیتے ہیں۔ جس سے ان کے دلوں سے خود بخود کُلُّ مُؤْمِنٍ اِخْوَۃٌ کا آوازہ نکلتا ہے۔ وہ انسانیت کے ارادہ و احساس، اعمال و افعال اور حرکات و سکنات ان کے قلوب کے ہاتھ میں دے دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اصلاح شدہ دل سب عالم وجود کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لیتا ہے تو پھر انسان وہی کچھ کرتا ہے جو اللہ کہتا ہے وہی کچھ سنتا ہے جو اللہ سناتا ہے وہی کچھ دیکھتا ہے جو حق تعالیٰ اس کو دکھاتا ہے۔ ساری دنیا کی حقیقت ایک پر کاہ کے برابر بھی اس کی نگاہ میں نہیں رہتی۔ وہ ہر بات میں اللہ کی رضا کو پیش نظر رکھ کر وَرَضُوا عَنْہُ کی عملی تصدیق کرتا ہے۔

یہ درست ہے کہ انبیاء کو براہ راست ہمارے جسم اور جسمانیات سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ وہ صرف دل کی اصلاح کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ لیکن یہ بات محال بلکہ ناممکن ہے کہ ایک پاکیزہ اور اصلاح شدہ دل ایک ناپاک اور خراب جسم میں رہے۔ لہٰذا قلب کی اصلاح کے ساتھ ساتھ جسم و جسمانیات کی اصلاح خود بخود ہو جاتی ہے۔ بلکہ وہ خود فرماتے ہیں:۔

اِنَّ فِی الْجَسَدِ لَمُضْغَۃً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ

اقلیم بدن میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے۔ اگر وہ درست ہو گیا تو سارا جسم درست ہو گیا اور اگر وہ بگڑ گیا تو سارا جسم بگڑ گیا اور سن لو وہ دل ہی تو ہے۔

(بخاری جلد ۱ صـ۱۳)

(باقی آئندہ)

محمد عمر فاروق ، تلہ گنگ

بیادِ مفکرِ احرار چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے بعد برصغیر کے مسلمانوں کی مذہبی، سیاسی اور اقتصادی حالت تباہ ہو چکی تھی۔ انگریز اس دھرتی کا واحد مالک بن چکا تھا۔ تجارت پر ہندو چھا چکے تھے۔ فرنگی کے ہندوستان پر قدم جماتے ہی ہندو قوم اپنے مکارانہ ہتھکنڈوں کے بل بوتے پر اس کی منظورِ نظر ہو چکی تھی۔ اعلیٰ ملازمتوں کا حصول اُن کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا مگر انگریز کا نشانہ بننے والے صرف مسلمان ہی تھے جنہوں نے اس کی غاصبانہ اور جابرانہ حکومت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ انہی حالات میں ۱۸۹۱ء میں ضلع ہوشیار پور کے ایک قصبہ گڑھ شنکر میں ایک نہایت ہی شریف اور معزز گھرانے میں چودھری امیر خان مرحوم کے گھر افضل حق نے جنم لیا جو آگے چل کر مفکر احرار کے لقب سے مشہور ہوئے۔

خالص دینی ماحول اور شفیق والدین کی ذاتی شرافت و نیابت اور اُن کے تقویٰ اور پرہیزگاری کے زیر اثر چودھری افضل حق ایک جوانِ صالح کی صورت میں پروان چڑھے۔ انٹرنس تک امرتسر میں تعلیم حاصل کی پھر اسلامیہ کالج اور دیال سنگھ کالج لاہور میں پڑھتے رہے مگر خرابیٔ صحت کی بنا پر تعلیمی سلسلہ جاری نہ رکھ سکے۔ کچھ عرصہ بعد پولیس میں سب انسپکٹر بھرتی ہو گئے اور ٹریننگ مکمل کرنے کے بعد لدھیانہ کے تھانہ صدر کے سب انسپکٹر مقرر ہوئے ۱۹۱۴ء کی جنگِ عظیم کا اختتام ترکی کی شکست پر ہوا اتحادی ممالک نے اس کے مقبوضات اور اس کی حدود میں شامل تمام اہم مقامات بندربانٹ کر کے آپس میں تقسیم کر لئے۔ ان اندوہناک اور جاں گسل حالات نے آپ کے قلبِ حزیں پر خاطر خواہ اثر کیا اور آپ ملازمت سے چھٹکارا حاصل کرنے کی تدبیر سوچنے لگے خود فرماتے تھے "انگریزی ملازمت کی ایک ایک گھڑی میرے لئے ناقابلِ برداشت تھی"۔

۱۹۲۱ء کا زمانہ تحریک خلافت کا زمانہ تھا۔ اسی سلسلہ میں لدھیانہ میں ایک عظیم الشان جلسہ کا بندوبست کیا گیا۔ خطیب الامت حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی تحریک اور اس جلسہ کے روحِ رواں تھے۔

آپ اپنے سی آئی ڈی رپورٹروں کے ہمراہ بحیثیت سب انسپکٹر پولیس جلسے کی کارروائی نوٹ کرنے کے لئے موجود تھے۔ سید الاحرار امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ نے تلاوتِ قرآن کریم کے بعد واقعات و حقائق اور شعر و ظرافت کے امتزاج کے ساتھ فرنگی کی ازلی و ابدی اسلام دشمنی کی مفصل تاریخ بیان فرمائی اور فرنگی کے انسانیت سوز مظالم اور مسلمانوں کی بے کسی و مجبوری کی داستان دہرائی تو مجمع مسحور ہو چکا تھا۔ فضا وجد کر رہی تھی۔ تفتیش و تجسس کی پگڈنڈیوں میں بل کھاتا ہوا قلم یکایک رُک گیا۔

وہی جوان جو چند گھڑیاں پہلے سامراج کے باغی، امام خطابت اور دقت کے عظیم دینی رہنما کی بے باکانہ تقریر سرکاری مثل میں نوٹ کر رہا تھا اُس پر حقیقت آشکار ہوگئی۔ دل کی کایا پلٹ گئی۔ نیم خفتہ جذبات بھڑک اُٹھے آنکھیں آنسوؤں کی شبنمی جھالر بننے لگیں، فطری استعداد اور نسلی خودداری نے سونے پر سہاگے کا کام دیا۔ ادھر حضرت امیر شریعت اپنی تقریر کی پاداش میں میانوالی جیل پہنچے اور ادھر چوہدری افضل حق انگریز کی ملازمت سے استعفیٰ دے کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے امیر شریعتؒ کے دامنِ محبت سے وابستہ ہوگئے۔ اسی زبردست تاثر کے تحت چند روز بعد تھانہ صدر کے قریب ہی اسی موضوع پر خود ایک کامیاب تقریر کر ڈالی۔ عوام و خواص اور خود حکومت اس روحانی انقلاب اور تغیر پر حیران تھے۔ پھر گڑھ شنکر آکر تعمیری سرگرمیوں میں مصروف ہوگئے از خود جلسے کا اہتمام کرتے اور عوام کو ان کے حقوق و فرائض اور تحریک کے اصولوں سے آگاہ کرتے۔ شروع میں حکومت کی خاص نگرانی کے پیشِ نظر لوگ اعلانیہ تعاون سے گریزاں رہے۔ پھر آہستہ آہستہ غلامی کی آہنی گرفت میں جکڑے ہوئے عوام عقل و شعور اور آگہی کے چشموں سے سیراب ہو کر آزادی کے مفہوم و معنی سے آشنا ہونے لگے۔ آپ کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ اور قومی اعتماد کا جائزہ لینے کے لئے کمشنر ہرکشن لال کول جو بعد میں کشمیر کا وزیر اعظم بنا خود وہاں پہنچا۔ اور آپ کو ملاقات کے لئے طلب کیا۔ مگر غیور افضل حق نے انکار کر دیا۔ کمشنر نے آپ کی برادری میں سے ایک ذیلدار کو واسطہ بنا کر متاثر کرنے کی کوشش کی تو آپ نے جواب دیا "اس کے پاس نہیں جاؤں گا بلکہ تمہاری خاطر اپنے مکان پر ملاقات کر سکتا ہوں"۔ خلافِ توقع جواب پاکر کمشنر واپس لوٹ گیا۔ چوہدری افضل حق حریت پسند رہنما تھے۔ ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ استخلاصِ وطن، دینِ اسلام کی تبلیغ اور قادیانیت کی بیخ کنی میں صرف ہوا۔ انہوں نے کبھی اپنی ذات کے مفاد کیلئے کام نہیں کیا بلکہ اپنی ذات کو قوم کے مفاد پر قربان کیا۔

تحریکِ ترکِ موالات جوبن پر تھی۔ اس ہنگامہ آرائی میں آپ نے دو سال تک بڑے جوش و پامردی

سے حصہ لیا۔ سول نافرمانی شروع ہو چکی تھی۔ خلافتی رہنما اور کارکن جیلوں میں جا رہے تھے۔ آپ نے تقلیدًا سخت تقاریر کیں اور آپ کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ جیل میں بھی یہ مردِ خدا سست آرام سے نہ بیٹھا بلکہ قیدیوں کے حقوق اور ان کے جائز مطالبات کے لئے بھوک ہڑتال کر دی جس پر آپ کو انبالہ جیل منتقل کر دیا گیا جب وہاں بھی یہی کچھ پیش آیا تو قیدِ تنہائی میں رکھا گیا اور ظلم کی انتہا کر دی گئی جس پر انسانیت کا سر ندامت سے خود بخود جھک جاتا ہے چودہ گھنٹے پاؤں میں بیڑی اور ہاتھوں کو اوپر اٹھا کر کڑیاں باندھی گئیں جس سے دورانِ خون معطل ہوا۔ فالج کا حملہ ہوا اور دایاں ہاتھ ہمیشہ کے لئے بیکار ہو گیا۔ اسی جیل میں آزادی کے متوالے مظلوم افضل حق کو آزادیٔ وطن کی جدوجہد بیہم کے جرم میں گندی غذا کے ساتھ سرمہ کھلایا گیا جس سے عمر بھر کے لئے گلے کی بندش جیسے موذی مرض کا شکار ہو گئے اس کے باوجود آپ کلمۂ حق کہنے سے باز نہ آئے اور اپنے کئی مطالبات منظور کرا لئے۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے چھ ماہ کا عرصہ بیت گیا۔ رہائی کے بعد آپ پھر سے پوری تن دہی اور مکمل انہماک سے قومی کاموں میں مصروفِ عمل ہو گئے۔ پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کے ممبر منتخب ہو گئے اور بارہ برس تک قومی اور سیاسی خدمات سے عہدہ برآ ہوتے رہے۔

۱۹۲۷ء میں راولپنڈی کے سکھ مسلم فسادات کے خطرناک نتائج کے پیشِ نظر سکھوں کی کرپان کے مقابلے میں تلوار رکھنے کا بل پیش کیا اور بڑی صبر آزما جدوجہد کے بعد اسے منظور کرا کے دم لیا۔ یہ آپ کا ہندوستان کے مسلمانوں پر احسانِ عظیم اور قابلِ فخر کارنامہ تھا جو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ اسی اثناء میں کانگرس کی مکارانہ اور عیارانہ پالیسیوں سے دل برداشتہ ہو کر پنجاب کے مسلمانوں کے ایک عظیم گروہ نے اس سے علیحدہ ہونے کا فیصلہ کیا۔ ایک حریت پسند جماعت کے قیام کی زبردست ضرورت محسوس ہوئی تو انہی رہنماؤں کا ایک اجلاس ۱۱ر جولائی ۱۹۲۹ء کو حبیبیہ ہال لاہور میں منعقد ہوا جن میں امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لودھیانویؒ، شیخ حسام الدین، ظفر الملت مولانا ظفر علی خان، مولانا مظہر علی اظہر غازی عبدالرحمٰن امرتسریؒ اور چودھری افضل حق کی تقاریر قابلِ ذکر ہیں۔ باہم مشاورت سے مجلس احرار اسلام کے نام سے ایک مستقل انقلابی اور آزادی پسند جماعت کا قیام عمل میں لایا گیا چودھری افضل حق کو شروع میں ہی جماعت میں مرکزی حیثیت حاصل ہو گئی اور آپ احرار کا دماغ کہلانے لگے۔ قیامِ جماعت کو تھوڑا عرصہ ہی گزرا تھا کہ کشمیر میں ڈوگرہ راج نے نہتے مسلمانوں پر ظلم و ستم کا بازار گرم کر دیا۔ مسلم عورتوں کی آبرو لوٹی جانے لگی۔ مردوں اور بچوں کو اذیتیں دے دے کر ہلاک کیا گیا۔ ان سنگین حالات